شیعہ مشن لکھنؤ نمبر ۳

زینۃ الرجال

الحاج مولانا سید شمیم الحسن صاحب قبلہ

باسمہ سبحانہ

قال الرضا علیہ السلام

زین اللہ الرجال باللحی وجعلہا فضلا یستدل بہا علی الرجال من النساء

یعنی

خدا نے مردوں کو داڑھی سے زینت دی اور اسے عورتوں سے مردوں کو ممتاز
بنانے کی دلیل قرار دیا

زینۃ الرجال

از افادات

حجۃ الاسلام الحاج مولانا سید شمیم الحسن صاحب قبلہ
وائس پرنسپل جامعہ جوادیہ بنارس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

پیش لفظ

حمد و ثنا اس خدا کے لئے مخصوص ہے جس نے بنی آدم کو مکرم بنایا اور تمام مخلوق پر فضیلت بخشی اور مردوں کو داڑھی سے زینت دیکر صنفِ نسواں اور گروہ صبیان سے ممتاز فرمایا۔ اور درود و سلام اس ذاتِ ختمی مرتبت اور اسکی آلِ اطہار کے لئے ہے جو ہر نقص سے بری صنعت خدا کے شاہکار اور ہمارے لئے سبب ہدایت ہیں۔ بعد ازاں بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ وہ ملت ابراہیمی کے نوجوانوں کو ہدایت کی توفیق کرامت فرمائے اور ہمیں اپنی نفسانی خواہشوں پر غالب فرمائے۔ تاکہ فمن اتبع هواه فهو من الاخسرین میں شمار ہونے کے بجائے ہم لا تتبع الاهواء کا مصداق بن کر راہ ہدایت اختیار کر سکیں۔ کیونکہ اس دور ضلالت میں روز بروز فسق کا اضافہ ہی ہوتا نظر آرہا ہے اور حرام و حلال کا امتیاز ہی مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ محرمات کے کثرت سے ارتکاب کا نتیجہ یہ ہو گیا ہے کہ اکثر نوجوان ان کو جائز اور حلال تصور فرمانے لگے ہیں۔ چونکہ علائم ظہور امام زماں عجل اللہ ظہورہ میں یہ چیز اہمیت رکھتی ہے کہ فسق و فجور اپنے ارتقاء کے آخری نقطوں تک پہونچ چکے ہونگے

لہٰذا اس کا بالکلیہ استیصال تو اب امام زمانؑ کے آنے ہی پر موقوف ہے مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھے کام کا حکم اور برے کام سے منع) کرتے رہنا ہمارا فرض ہے اسلئے کہ ممکن ہے کہ بعض لوگ غافل اور حکم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے حرام فعل کے مرتکب ہوتے ہوں اور جب ان سے قیامت میں بازپرس ہو تو وہ یہ عذر کریں کہ ہمیں علم نہ تھا اور ہمیں کسی نے بتایا ہی نہیں، تو اگرچہ ان کا عذر اس لئے قبول نہ ہوگا کہ تم نے معلوم کیوں نہ کیا مگر ساتھ ہی ساتھ ہم سے بھی سوال ہوگا کہ تم نے جانتے ہوئے بتانے میں کوتاہی کیوں کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں نہ کرتے رہے لہذا اسی چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے داڑھی کے موضوع پر قلم کو جنبش دی جا رہی ہے۔ اسلئے کہ یہ وہ حرام فعل ہے جو احکام اسلام سے کھلی ہوئی مخالفت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور فسق بالجہر (کھلے ہوئے فسق) میں شامل ہے کہ جس سے بہت سے نوجوان ناواقف ہیں۔

اس موضوع پر بعنوان مکالمہ وجوب اور حرمت کے پہلوؤں کو قرآنی آیات احادیث نبی و ہادیان دین مبین، اجماع سیرت اور عقل وغیرہ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ شاید ہم میں سے کسی کے لئے سبب ہدایت اور باعث نجات بن سکے۔ "واللہ الہادی الی الصواب"

سید شمیم الحسن رضوی
مقیم حال۔ نجف اشرف عراق
ماہ مبارک سنہ ۸۲ھ

مکالمہ

نذیر اور بشیر دونوں بچپنے ہی سے ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے۔ ابتدائی تعلیم دونوں نے ایک ساتھ حاصل کی تھی۔ بعد میں نذیر مذہبی تعلیم میں لگ گئے اور بشیر انگریزی تعلیم کی طرف۔ مگر دونوں کے تعلقات ویسے ہی قائم رہے۔ جب دونوں نے بچپن کی آغوش سے الگ ہو کر جوانی کے چمن میں قدم رکھا تو دونوں تعلیم کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہو چکے تھے اور اب جب کبھی اکٹھا ہوتے تو نہایت سنجیدگی کے ساتھ مختلف موضوع پر آپس میں تبادلۂ خیال کرتے اور کسی نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے۔

کچھ دنوں کی غیبت کے بعد ایک بار دونوں کی ملاقات ہوئی اور پارک کے ایک ایسے حصے میں جہاں دلکش مناظر کے باوجود لوگوں کی آمد و رفت کم تھی اور ایک گونہ سکون تھا، جا بیٹھے اور آپس میں یوں گفتگو شروع کی:۔

بشیر "ادھر کچھ دنوں سے آپ کی زیارت نہ ہو سکی۔ کہاں غیبت اختیار کر لی تھی؟ میں ایک بار آپ کے گھر بھی گیا تو معلوم ہوا کہ نہیں ہیں۔ صرف چوکھٹ کو سلامی دے کر لوٹ آیا۔"

نذیر "ہاں ادھر کچھ مصروفیت رہی۔ اچھا یہ بتائیے کہ کب آپ میرے

گھر تشریف لائے تھے اور کس وقت ؟"

بشیر " آج کوئی چوتھا دن ہے کہ آپ کے گھر صبح تقریباً ۸ بجے گیا تھا اتوار کا دن تھا میں نے سوچا کہ فرصت کے دن کچھ آپ ہی سے باتیں ہوں ۔"

نذیر " ہاں ادھر کچھ دنوں سے یہ معمول تھا کہ صبح اور شام لائبریری (کتب خانہ) جایا کرتا تھا ۔ آجکل میں ایک اہم موضوع کی تیاری میں مصروف تھا

بشیر " کیا وہ موضوع میرے سننے کے لائق نہیں ہے ؟ ممکن ہے مجھے بھی اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکے ۔"

نذیر " بھائی اگر سچ پوچھئے تو یہ محنت اس موضوع کی خاطر نہیں بلکہ آپ کے لئے ہی کی ہے ۔ میں نے سوچا جب تک اپنے موضوع پر مکمل تیاری نہ کرلوں اس وقت تک اسے نہ چھیڑوں ۔"

بشیر " اچھا اب ساری تمہید ختم کیجیئے اور جلد سنایئے کہ وہ کون سا موضوع ہے جو مجھ سے مربوط ہے ۔"

نذیر " بے چین ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ لیجیئے میں بیان کئے دیتا ہوں ۔ کیا معافی کے ساتھ یہ سوال کر سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے کو جو مسخ کر رکھا ہے اور اپنی صورت میں انقلاب پیدا کر کے جو اپنی وجاہت کھو بیٹھے ہیں اس کا کوئی سبب ہے یا بے سبب ایسا کر رکھا ہے ۔"

بشیر " یعنی آپ کا مقصد یہ ہے کہ داڑھی میں نے کیوں مونڈ رکھی ہے ؟"

نذیر " جی ہاں ۔ آخر چہرے کی وجاہت کو مٹانے سے کیا حاصل ؟"

بشیر " تو کیا چہرے کی ساری وجاہت داڑھی ہی سے ہے ؟

نذیر "یہ بھی پوچھنے کی بات ہے وجاہت دینی اور دنیاوی دونوں اسی سے ہے۔"

بشیر "اچھا ابھی تک تو صرف وجاہت ہی کی بات تھی اب ایک دینی کی بھی قید بڑھا دی۔ کیا دین و مذہب کے اعتبار سے داڑھی کے مونڈنے میں کوئی ہرج ہے؟"

نذیر "کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مذہب اسلام نے جہاں اور بہت سی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہاں داڑھی کے مونڈنے کو بھی حرام بتایا ہے اگر اسے شریعت نے حرام قرار نہ دیا ہوتا تو میں اس موضوع کو چھیڑتا ہی نہیں اسلئے کہ مجھے دنیاوی امور کے بننے یا بگڑنے سے غرض نہیں ہے۔ مگر دین کا بہت سخت معاملہ ہے۔ خدا ہمیں دین حق پر باقی رکھے اور احکام دین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔"

بشیر "آمین۔ لیکن ہماری گفتگو داڑھی کے متعلق ہو رہی تھی آخر آپ یہ کیونکر ثابت کر سکتے ہیں کہ داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔؟"

نذیر "میں موضوع کے چھیڑنے سے قبل ثبوت فراہم کر چکا ہوں حدیثیں بکثرت ہیں کہ جن میں داڑھی کے رکھنے کا حکم اور اسکے مونڈنے کی ممانعت موجود ہے"

بشیر "حدیثیں تو بعد میں سنائیے گا یہ بتائیے کہ قرآن مجید میں بھی کہیں ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے۔؟"

نذیر "پہلے میں آپ کے اطمینان کے لئے یہ بتا دوں کہ ہاں قرآن مجید میں بھی اس حکم کے لئے اشارہ موجود ہے۔ مگر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر فرض کیجئے

کہ قرآن مجید میں حکم نہ بھی ہو تو کیا حدیثیں آپ کے لئے اطمینان بخش نہیں ہیں اگر نہیں ہیں تو سب سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ قرآن مجید کو قرآن کیسے جانا۔ یہ بھی تو حدیثوں نے ہی بتایا ہے کہ یہ کلام اللہ ہے اور دوسرے یہ کہ قرآن مجید میں تو لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کی بنا پر سب کچھ موجود ہے مگر سب کا سمجھ لینا بھی تو ہمارے بس سے باہر ہے اس لئے کہ اس میں ارضع احکام کے ساتھ متشابہات بھی موجود ہیں جیسا کہ خود قرآن کا ارشاد ہے کہ واخر متشابہات اور بہت سے رموز الٰہی ہیں جو ہماری فہم سے بالا تر ہیں جیسے حروف مقطعات (الم ـ کھیعص) وغیرہ۔ لہذا اگر کوئی حکم یا کوئی بات قرآن مجید میں نہ پا سکیں تو اس کا ہمیں انکار نہ کر دینا چاہیئے جبکہ اس حکم کی شریعت میں شدت سے تاکید بھی موجود ہو۔ یہی عقلی کلیہ بھی ہے کہ عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود۔ یعنی کسی چیز کا پایا نہ جانا اس کے موجود نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

الغرض ہمارے نزدیک حکم کے ثابت ہونے کے لئے احادیث صحیحہ کافی ہیں۔ خدا جانے ہمارے ہم وطن (ہندوستان اور پاکستان والے) احکام الٰہی پر عمل نہ کرنے کے لئے قرآن مجید کی آڑ تلاش کر کے اپنے ایمان کی کمزوری کا اظہار کیوں کرتے ہیں حالانکہ قرآن حکیم کا خود حکم یہ ہے کہ ما اٰتیکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا یعنی جو رسول تمہیں بتائیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو۔ اگر واقعاً قرآن مجید پر اور اس کی اس آیۂ مبارکہ پر ایمان ہے تو جو حکم شریعت کا

ہیں ملے اس پر عمل کرنا واجب و لازم ہے اور جس کی ممانعت ہو اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ اتنی گذارش کے بعد اب میں آپ کی خدمت میں اُن آیات جلیلہ کو بیان کرتا ہوں کہ جن سے داڑھی کے مونڈنے کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

قرآنی آیات سے داڑھی کے مونڈنے کی ممانعت کا ثبوت

سورہ نساء کی ایک سو اٹھارہویں آیت وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ خداوند عالم شیطان کی زبانی نقل کر رہا ہے کہ میں یقیناً لوگوں میں سے ایک گروہ کو گمراہ کروں گا اور یقیناً میں لوگوں کو بڑی لمبی چوڑی آرزوؤں میں ڈالوں گا اور یقیناً میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ جانوروں کے کان کاٹ دیا کریں اور ضرور ضرور میں حکم دوں گا کہ خدا کی خلقت کو بدل ڈالیں۔ تو جو شخص اللہ کے بجائے شیطان کو اپنا حاکم بنائے گا وہ بہت زبردست گھاٹے میں رہیگا۔

اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں صاحب وافی نے اور تفسیر کبیر میں فخرالدین رازی نے ابن زید سے روایت کی ہے کہ انہ هوالتخنث الی ان قال

یجب ادخال السحاقات فی ھذہ الایۃ علی ھذا القول لان التخنث عبارۃ عن ذکر لتشبیہ بالانثیٰ والسحق عبارۃ عن انثی تشبہت بالذکر۔ یعنی خلقت میں تغیر دینا مخنث بننا ہے یہاں تک کہ کہا کہ واجب ہے کہ سحاقات کو بھی اسی آیت میں داخل کیا جائے اس قول کی بنا پر۔ اس لئے کہ تخنث سے مراد یہ ہے کہ مرد عورت کے مشابہ ہے۔ اور تفسیر صافی میں اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں مجمع البیان سے امام صادق علیہ السلام کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ان المراد منہا تغیر دین اللہ واوامرہ ونواھیہ الخ یعنی اس آیہ مبارکہ سے مراد خدا کے دین اور اس کے اوامر و نواہی (جسکا خدا نے حکم دیا ہے اور جس سے منع فرمایا ہے) کا بدل ڈالنا ہے (ان ہی اوامر و نواہی میں سے داڑھی کا منڈوانا یا رکھنا بھی ہے)

بہر حال آیہ مبارکہ میں شیطان نے وعدہ کیا ہے کہ میں لوگوں کو گمراہ کروں گا اور ایسے گناہ میں مبتلا کروں گا کہ خلقت خدا میں تغیر دیں گے اور اس میں شک نہیں کہ داڑھی بھی خدا ہی کی پیدا کردہ ہے اور اس کا مونڈنا خدا کی خلقت میں تغیر دینا ہے۔ اور حسب ارشاد آیہ یہ عمل شیطان کے حکم سے ہے اور شیطان کے حکم پر عمل کرنے میں زبردست گھاٹا یعنی سخت عذاب ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ داڑھی کے مونڈنے میں سخت عذاب ہے۔

تشیر " آیت میں تو خلقت خدا میں ہر طرح کے تغیر کی ممانعت ہے تو

پھر ختنہ کرنا، سر کا بال کٹوانا اور ناخن کا کاٹنا وغیرہ بھی حرام ہوا اسلئے کہ یہ سبھی خلقت خدا میں تغیر دینا ہے جو حرام ہے۔"

نذیر "ہاں یہ چیزیں بھی حرام ہوتیں مگر اس وقت جبکہ ان چیزوں کے متعلق الگ سے شریعت نے مخصوص اجازت نہ دی ہوتی۔ لیکن چونکہ تخصیصی حکم اور اجازت ان چیزوں کے لئے قدرت نے اپنے نبی کے ذریعے سے دیدی ہے لہذا اب ان کی حرمت کا سوال باقی نہیں رہتا۔ بخلاف داڑھی کے کہ اسکے لئے مخصوص اجازت کے بجائے مخصوص نہی (ممانعت) موجود ہے۔ رہ گیا یہ کہ اور چیزوں کے لئے مخصوص طور پر اجازت ملنے کا سبب اور مصلحت کیا ہے؟ اسے تو قدرت ہی بہتر جانتی ہے لیکن بظاہر ایک سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قدرت بعض چیزوں کے کرنے اور بعض چیزوں کے نہ کرنے کا حکم دے کر اپنے بندوں کی آزمائش کر رہی ہے کہ کون بندہ مومن اور فرمابردار ہے اور کون نافرمان اور فاسق۔ ویسے داڑھی مونڈنے میں بہت سے ضرر اور نہ مونڈنے میں بہت سے فائدے بھی پائے جاتے ہیں جنھیں بیان کروں گا۔ اسکے علاوہ کچھ اور اشکال ہو تو بیان فرمایئے۔ ورنہ دوسری آیت پیش کروں۔"

بشیر "نہیں کوئی اور اشکال نہیں ہے۔ بات صاف ہوگئی۔ آپ دوسری آیت پیش کریں۔"

نذیر "سورہ روم کی انتیسویں آیت ملاحظہ ہو جو گذشتہ آیت کے ہم معنی ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ فاقم وجھک للدین حنیفا

فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ یعنی اے رسول تم باطل سے کترا کے اپنا رخ دین کی طرف کیئے رہو یہی خدا کی بناوٹ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی خلقت اور بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں۔

اس آیہ مبارکہ سے بھی ضمناً داڑھی کے مونڈنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اسلئے کہ یہ عرض کر چکا ہوں کہ داڑھی کا مونڈنا خلقت خدا میں تغیر دینا ہے جس کی ممانعت اس آیت میں بھی موجود ہے۔ دوسرے داڑھی کا رکھنا فطرت دین حنیف سے ہے لہذا اسکے رکھنے کا حکم بھی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

تیسری آیہ مبارکہ جو مجھے پیش کرنی ہے وہ سورہ حمد کی آخری آیت ہے۔ کہ جسے ہر مسلمان کم از کم ہر روز دس مرتبہ ضرور نماز میں پڑھتا ہے۔ یعنی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔

اس آیت میں صراط مستقیم کی ہدایت کی طلب پائی جاتی ہے وہ بھی ایسے لوگوں کی صراط مستقیم جن پر خدا کی نعمتیں نازل ہوئی ہیں نہ کہ اُن لوگوں کی صراط جن پر خدا کا غضب نازل ہوا ہو۔ یا جو گمراہ ہوں۔

یہاں پر یہ بات واضح رہے کہ صاحبان انعام سے مراد اولیاء و صدیقین اور صالحین ہیں اور مغضوب وضال سے مراد یہود و نصاریٰ وغیرہ ہیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اولیاء و صدیقین اور صالحین وغیرہ سب کے سب داڑھی

رکھتے تھے اور مونڈنے کی ممانعت کر گئے ہیں بخلاف یہود و نصاریٰ وغیرہ کے کہ یہ سب کے سب داڑھی مونڈتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا صراط مستقیم اور سبب ہدایت ہے اور داڑھی مونڈنا غضب خدا اور گمراہی کا باعث ہے لہذا داڑھی کا رکھنا لازم و واجب اور مونڈنا ناجائز و حرام ہے۔ شاید یہی سبب ہے کہ احادیث میں بھی بکثرت داڑھی کے مونڈنے کو یہود و نصاریٰ اور مجوس کا مسلک بتایا گیا ہے۔ اسکے علاوہ بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جن میں دین حنیف اور ملت ابراہیم کی تاسی کا حکم ملتا ہے۔ یکذا بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جن میں رسول اسلام اور ہادیان دین مبین کی اطاعت کا حکم ہے۔ لہذا ان آیات جلیلہ سے بھی داڑھی رکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے اسی طرح بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ جن میں شیطان کی پیروی سے قدرت نے منع فرمایا ہے لہذا ان سے داڑھی کے مونڈنے کی حرمت پر استدلال کیا جا سکتا ہے چنانچہ ہم تینوں قسم کی آیات سے استدلال پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

داڑھی کے مونڈنے کی حرمت پر ان آیتوں سے استدلال جن میں شیطان کی پیروی کی سختی کیساتھ ممانعت کیگئی ہے

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوات الشیطان و من یتبع خطوات الشیطان فانہ یامر بالفحشاء والمنکر۔ یعنی اے وہ لوگ کہ جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو اور جو شیطان کی پیروی کرے گا وہ اسے یقیناً بے اور ناپسندیدہ امر کا حکم دیگا۔ (سورہ نور)

چونکہ داڑھی کا مونڈنا بھی فحشاء اور منکر میں شامل ہے (جیسا کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے جو بعد میں بیان ہوں گی) لہذا یہ فعل (داڑھی کا مونڈنا) شیطان کے حکم سے ہے اور ایسا کرنے والا شیطان کی پیروی کرنے والا ہے۔

(۲) الم اعهد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبدوا الشیطان انه لکم عدو مبین و ان اعبدونی هذا صراط مستقیم و لقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون هذه جهنم التی کنتم توعدون۔ یعنی اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پوجا نہ کرو وہ یقیناً تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے اور اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو یقیناً گمراہ کیا۔ کیا تم سوچتے نہیں ہو۔ یہی وہ جہنم ہے کہ جس کا تم سے وعدہ ہوا تھا۔ (سورہ یٰسین۔)

یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ داڑھی کا مونڈنا شیطان کی پیروی اور خدا کی عبادت کے خلاف ہی اور سیدھا راستہ نہیں ہے اور گمراہی کا مصداق ہے اور ایسے لوگوں کے لئے خداوند عالم نے جہنم کا وعدہ فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ داڑھی کا مونڈنا قطعاً حرام ہے۔ جہنم حرام ہی کام کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

(۳) ان الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدوا انما یدعوا حزبه لیکونوا من اصحاب السعیر۔ یعنی بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے پس اسے دشمن سمجھو۔ بہ تحقیق کہ وہ اپنے گروہ کو دعوت دیتا ہے تاکہ

لوگ اہل جہنم سے ہو جائیں۔ (سورۂ فاطر)
شیطان اور اسکے نمایندے احکام خدا اور رسول کی مخالفت میں مبتلا کرکے اپنی گروہ میں شامل کرتے ہیں تاکہ لوگ جہنمی بن جائیں اور داڑھی کا مونڈنا بھی احکام خدا اور رسول کی کھلی ہوئی مخالفت اور شیطان کی تاسی اور اسکے گروہ میں شامل ہونا ہے جسکا واضح نتیجہ جہنم ہے لہذا معلوم ہوا کہ داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔
غرض اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں کہ جن میں شیطان کی تاسی کی ممانعت ہے اور تاسی کا نتیجہ جہنم ہے اور داڑھی کا مونڈنا بھی شیطان کی تاسی ہے لہذا نتیجہ جہنم ہوا اور ظاہر ہے کہ جہنم حرام کاموں کا نتیجہ ہے نہ کہ حلال اور مباح امور کا۔ پس معلوم ہوا کہ داڑھی کا مونڈنا قطعاً حرام ہے۔

داڑھی کے رکھنے کے وجوب پر اُن آیتوں سے استدلال جنمیں

دین حنیف اور ملت ابراہیم کی تاسی کا حکم ہے

(۱) ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین۔ پھر ہم نے تمہاری طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جوکہ خدا والے تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے (سورہ نحل)

یہ بات واضح ہے کہ داڑھی کا رکھنا سنت ابراہیم اور دین حنیف سے ہے۔ چنانچہ آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔ قال الصادق الحنیفۃ وھی طھارۃ وھی عشرۃ اشیاء

خمسة منها فی الرّأس وخمسة منها فی البدن فاما التی فی الراس فاخذ الشارب و اعفاء اللحیٰ (الیٰ ان قال) فہذه الحنیفة الطاهرة التی جاء بہا ابراهیم فلم تنسخ ولا تنسخ الیٰ یوم القیامة وهو قوله تعٰ ثم اوحینا الخ یعنی امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حنیفا سے مراد طہارۃ ہے اور یہ دس چیزیں ہیں ان میں پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ بدن سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے (ایک) مونچھوں کا کترنا ہے (دوسرے) داڑھی کا رکھنا ہے ...... یہانتک کہ فرمایا کہ یہ وہی حنیفۂ طاہرہ ہیں کہ جنہیں ابراہیم لائے تھے پس یہ نہ تو منسوخ ہوئیں ہیں اور نہ قیامت تک منسوخ ہونگی۔

تفسیر مذکور سے معلوم ہوا کہ داڑھی کا رکھنا اور مونچھوں کا کترنا ملت ابراہیم اور دین حنیف سے ہے اور مطابق آیہ مذکورہ ما کان من المشرکین ملت ابراہیم سے روگردانی شرک ہے پس معلوم ہوا کہ مونچھوں کا نہ کترنا اور داڑھی کا نہ رکھنا خلاف ملت ابراہیم اور شرک ہے لہٰذا مونچھوں کا کترنا اور داڑھی کا رکھنا شرک سے بچنے اور ملت ابراہیم پر عمل کرنے کیلئے واجب اور لازم ہے۔

(۲) ومن یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفہ نفسه۔ اور کون ہے وہ جو ملت ابراہیم سے نفرت کرے مگر جو اپنے کو احمق بنالے (بقرہ) چونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ داڑھی کا رکھنا ملت ابراہیم سے ہے پس ماننا پڑے گا کہ داڑھی کا مونڈنا ملت ابراہیم کے خلاف ہے۔

(۳) وقالوا کونوا ھودا او نصاریٰ تھتدوا قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہودی اور نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے (اے رسول) کہدو کہ بلکہ ملت ابراہیم سے ہو جاؤ (تو ہدایت پاؤ گے) وہ مشرکین میں سے نہ تھے (سورہ بقر)

آیۂ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہدایت ملت ابراہیم میں منحصر ہے نہ کہ یہودی اور نصرانی بننے میں (یعنی ان کے مسلک کو اختیار کرنے میں) اور احادیث میں بکثرت وارد ہے کہ داڑھی کا مونڈنا یہود و نصاریٰ کا مسلک ہے اور اس کا رکھنا ملت ابراہیم سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ داڑھی کا رکھنا ہدایت کا سبب ہے اور اس کا مونڈنا ضلالت اور گمراہی کا لہذا داڑھی کا رکھنا واجب ہے اور مونڈنا حرام۔

(۴) واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا اور ابراہیم حنیف کی ملت کا اتباع کرو۔ (سورۂ نساء)

آیۂ مذکورہ سے پتہ چلا کہ ملت ابراہیم کا اتباع واجب ہے اور داڑھی کا رکھنا ملت ابراہیم سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے۔

(۵) لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم تمہارے لئے ابراہیم کی سیرت میں اچھی پیروی ہے۔

آیۂ مبارکہ میں ابراہیمؑ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم ہے اور ان کے اسوۂ حسنہ میں داڑھی کا رکھنا بھی ہے۔ پس اس آیت سے بھی داڑھی کے

رکھنے کا حکم ثابت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جن آیات میں ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے ان تمام آیات سے داڑھی کے رکھنے کا حکم بھی ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ داڑھی کا رکھنا بھی ملت ابراہیم ہی سے ہے۔

داڑھی کے رکھنے کے وجوب پر ان آیتوں سے استدلال کہ جن میں اطاعت رسول اسلام و ہادیان دین مبین کا حکم دیا گیا ہے

(۱) ایک تو وہی آیہ مبارکہ ہے جس کا شروع میں ذکر ہو چکا ہے کہ ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ یعنی رسول تمھیں جو حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔

(۲) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ یعنی رسول خدا کی سیرت میں تمھارے لئے اچھی پیروی ہے۔

(۳) اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم خدا کی اطاعت کرو اور رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔

(۴) یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۵) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اے رسول کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو خدا بھی تمھیں دوست رکھیگا

(۶) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت

کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔

(۷) وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ اور رسول اپنی خواہش سے تو بولتا ہی نہیں جب تک کہ وحی نہ آئے۔

(۸) وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ امرًا ورسولہ ان یکون لھم الخیرۃ۔ کسی مومن یا مومنہ کے لئے جبکہ خدا کوئی حکم دے اور اس کا رسول۔ تو کوئی اختیار نہیں ہے (یعنی چار و ناچار کرنا ہی ہوگا ورنہ عذاب الٰہی سے بچنا ممکن نہیں ہے)

پہلی آیت سے پتہ چلا کہ رسول اسلام نے جن چیزوں کے بجالانے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا واجب ہے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان کا ارتکاب حرام ہے۔ اور منجملہ تمام احکام کے ایک داڑھی کے رکھنے کا حکم بھی حضرتؐ نے دیا ہے لہذا داڑھی کا رکھنا بھی واجب ہے۔

دوسری آیت میں رسول اسلام کی تاسی کا حکم ہے خواہ احکام کی تاسی ہو یا سیرت کی دونوں جہت سے داڑھی کا رکھنا واجب ہے اسلئے کہ رسول اسلام داڑھی رکھتے تھے اور رکھنے کا حکم بھی دیگئے ہیں۔

تیسری آیت میں رسول اسلام اور صاحبان امر کی اطاعت کا حکم ہے اور ان ذوات مقدسہ نے احادیث کثیرہ میں داڑھی کے رکھنے کا حکم دیا ہے لہذا داڑھی کا رکھنا واجب ہے۔

چوتھی آیت میں صادقین کے ساتھ ہونے یعنی انکی پیروی کرنے کا حکم ہے اور صادقین سے جو ہستیاں مراد ہیں وہ سب کی سب خود داڑھی رکھتی تھیں

اور دوسروں کو رکھنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا داڑھی کا رکھنا واجب ہے ورنہ صادقین کی معیت حاصل نہ ہوگی۔

پانچویں آیت میں رسول کے اتباع پر خدا کی محبت کے انحصار کا بیان ہی خواہ اتباع قولی ہو یا فعلی دونوں سے داڑھی کے رکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہی لہذا جو داڑھی نہ رکھے گا اُسے خدا کی محبت حاصل نہ ہوگی۔

چھٹیں آیت میں رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت قرار دیگئی ہے اور داڑھی کا رکھنا بھی رسول کی اطاعت میں شامل ہے لہذا داڑھی کا رکھنا خدا کی اطاعت کرنا ہے اور خدا کی اطاعت واجب ہے لہذا داڑھی کا رکھنا بھی واجب ہے۔

ساتویں آیت میں یہ ذکر ہے کہ رسول اسلام کا ہر فرمان وحی الہٰی کے مطابق ہوتا ہے۔ لہذا جب رسول نے داڑھی کے رکھنے کا حکم دیا ہے تو یہ بھی خدا کا حکم ٹھہرا جس کا بجالانا واجب ہے لہذا معلوم ہوا کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے

آٹھویں آیت میں یہ حکم ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی حکم دے تو اس میں کسی بھی مومن یا مومنہ کو چون وچرا اور مخالفت کا حق نہیں ہی اور داڑھی کے رکھنے کے متعلق خدا و رسول کا حکم آیات و احادیث سے ثابت ہے لہذا اس حکم کی مخالفت کا بھی کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے (اس میں نہ کسی مومنہ کی خاطر داری کو دخل ہے نہ کسی مومنہ کو اس پر ناگواری کا اظہار زیبا ہے فافہم)

الغرض ان تمام آیات سے داڑھی رکھنے کا حکم ظاہر ہے اور اسکا مونڈنا

مبغوض اور خدا و رسول کی نافرمانی کا موجب ہے۔ خدا کی نافرمانی کا نتیجہ تو واضح ہے البتہ رسول کی نافرمانی کے پس منظر کو خدا وند عالم قرآن مجید میں یوں بیان فرمارہا ہے کہ ومن یشاقق الرسول بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولّیٰ ونصله جهنم وساءت مصیراً ہ اور جو شخص بھی رسول کی مخالفت کریگا اور ان کے فرمان پہ دھیان نہ دے گا جبکہ ہدایت اس پر واضح ہوچکی ہو اور مومنین کے علاوہ (دوسرے) راستہ کی پیروی کریگا تو جدھر وہ پھر گیا ہے ہم بھی ادھر ہی پھیر دیں گے (یعنی فسق وضلالت کی طرف) اور اسکو جہنم واصل کردینگے اور اسکی بازگشت بہت بری ہوگی (سورہ نساء)

آیۂ مذکورہ سے پتہ چلا کہ جو شخص رسول کی مخالفت کریگا اور مومنین کے راستہ کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا وہ سخت عذاب میں گرفتار ہوگا اور اسکی بازگشت بہت بری ہوگی۔ اب اسکا فیصلہ آپ خود کیجئے کہ مومنین کی فہرست میں اگر علماء و متدینین کو نہ شمار کیا جائے جب بھی انبیاء مرسلین اولیاء و صالحین اور ہادیان دین مبین تو ضرور ہی داخل ہوں گے۔

بشیر "یقیناً اس میں کون شبہ کرسکتا ہے۔

نذیر " تو اب یہ ظاہر ہے کہ ان ذوات مقدسہ کی سیرت اور مسلک کے خلاف (اسلئے کہ یہ مسلّم ہے کہ یہ سب کے سب داڑھی رکھتے تھے اور رکھنے کا حکم دے گئے ہیں) داڑھی مونڈنے اور رسول کے حکم کی مخالفت کرنیکا نتیجہ یقینی طور پر سخت عذاب اور بری بازگشت ہے۔ اگر یہ فعل مباح ہوتا تو

مباح ہیں عذاب کی دھمکی نہ دی جاتی۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ داڑھی کا رکھنا واجب اور مونڈنا حرام ہے۔

میرے خیال میں قرآن کی روشنی میں اب آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے اور مونڈنا حرام؛

بشیر "جی ہاں مطمئن تو ہو گیا مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب یہ حکم اتنی اہمیت رکھتا تھا تو قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ کیوں نہ بیان کر دیا گیا کہ داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اور رکھنا واجب ہے۔"

نذیر "آپ کے اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ خداوند عالم اپنی مصلحتوں کو خود ہی بہتر جانتا ہے اور یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اس کا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہیں ہوا کرتا خواہ اسے ہم نہ سمجھ سکیں۔ مگر اسکی ایک مصلحت حسب ظاہر یہ سمجھ میں آتی ہے کہ قدرت کو صرف داڑھی کا حکم بیان کرنا مقصود نہ تھا بلکہ اس قسم کے دوسرے بھی احکام بیان کرنے مقصود تھے۔ مثلاً عورتوں کا سر کے بال ترشوانا یا چہرے کے روئیں یا بال اکھڑوانا یا اس طرح کے دوسرے تغیرات دینا۔ لہذا قدرت نے خلق کی ایک لفظ ایسی رکھدی کہ جو تمام چیزوں کو شامل ہے اور ہر طرح کا خلقت خدا میں تغیر حرام قرار دیدیا۔ سوائے ان چیزوں کے کہ جن کے لئے الگ سے نص اور اجازت وارد ہوئی ہو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی سیرت ہی یہ ہے کہ زیادہ تر وہ صرف اوصاف بیان کر دیتا ہے اور اہم سے اہم چیز کا بھی نام لے کر صراحت سے ذکر نہیں فرماتا۔ چنانچہ سب سے اہم مسئلہ خلافت وامامت کا ہے جو اصول

دین میں شامل ہے مگر اسے بھی قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ معین طور پر نہیں بتایا کہ فلاں اس کا حقدار ہے۔ ویسے اپنی حیرت کے مطابق قرآن نے ایسے اوصاف ضرور بیان کردیے ہیں کہ اگر تعصب کی عینک کو الگ کرکے غور کیا جائے تو ان اوصاف کی حامل حقیقتاً امیرالمومنین علیہ السلام ہی کی ذات مبارک نظر آتی ہے۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ جب اصول میں نام لیکر صراحت نہ کی گئی تو پھر داڑھی کا کیا سوال ہے جو کہ فروع دین میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایک داڑھی کی حرمت کی ہی قرآن مجید میں کیوں تلاش ہے۔ جبکہ بہت سی حرام چیزوں کا ذکر قرآن میں نہیں ملتا حالانکہ اسکی حرمت میں تو ہمیں کبھی شک بھی نہ ہوا۔ مثلاً کتے کا گوشت کھانا حرام ہے کہیں قرآن میں نہیں کہا گیا۔ مگر اس میں کبھی مسلمان کو شک نہیں ہوتا۔ اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا سبب ہے کہ شریعت ایک چیز کو حرام بتائے تو بے چون وچرا اسے مان لیں اور دوسری کو حرام بتائے تو نفس کی پرستش کی خاطر اس کی حرمت کو تسلیم نہ کریں۔ اسکے بعد بھی اگر کچھ اور کہنا یا پوچھنا ہو تو بسم اللہ پوچھ لیجئے تاکہ کوئی شک باقی نہ رہے۔

بشیر "نہیں۔ اب یہ اعتراض بھی دور ہوگیا۔ البتہ شریعت کے احکام مطابق عقل ہوا کرتے ہیں مگر داڑھی کے رکھنے کی کوئی خاص وجہ عقلاً سمجھ میں نہیں آتی اگر آپ کوئی فائدہ عقلی سمجھتے ہوں تو بیان فرمائیں"۔

نذیر "میں خود ہی اس موضوع کی طرف آنے والا تھا کہ عقلی دلائل سے بھی داڑھی کے رکھنے اور اسکے منڈانے کی حرمت کو واضح کردوں۔ یقیناً شریعت کے جملہ احکام مطابق عقل ہوتے ہیں مگر اولاً تو ہماری عقلیں ناقص ہیں

(اس کا اندازہ ہم آپس میں کر سکتے ہیں کہ ہم میں سے ایک دوسرے کی عقل میں انتہا درجہ کا تفاوت پایا جاتا ہے لہذا ظاہر ہے کہ کمال عقل کا ہم میں سے کوئی بھی حامل نہیں ہے) دوسرے چونکہ عقل کے دوش بدوش وہم اور مغالطے بھی پائے جاتے ہیں لہذا اکثر ان کے احکام کو بھی ہم عقل کے احکام تصور کرنے لگتے ہیں اور امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر شریعت نے کسی حکم کی تاکید کی ہو اور ہماری عقل اسکی مصلحت کو درک نہ کر سکے تو ہمیں اسکے خلافِ عقل ہونے کا دعویٰ نہ کر دینا چاہیئے بلکہ ان ہستیوں کی جانب رجوع کرنا چاہیئے جن کو قدرت نے عقل کل بنا کر ہماری اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور اگر ان سے ہم کو کوئی حکم ملے تو یہ طے رکھنا چاہیئے کہ یقیناً یہ حکم مطابق عقل ہے۔ لہذا چونکہ ان ذوات مقدسہ نے داڑھی کے رکھنے کا حکم دیا ہے اسلیے ماننا پڑے گا کہ یہ حکم مطابق عقل ہے چاہے ہم اسے درک نہ کر سکیں ویسے اگر آپ غور فرمائیں گے تو داڑھی کے رکھنے کے بہت سے عقلی فوائد آپ کو نظر آئیں گے۔ دو ایک فائدے کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں ملاحظہ فرمایئے:۔

داڑھی کا رکھنا عقلاً لازم و واجب ہے اور اس کا مونڈنا عقلاً مذموم اور حرام ہے۔

عقل یہ کہتی ہے کہ اپنے نفس سے ضرر کا دور کرنا واجب ہے اور یہ مسلم ہے کہ خدا و رسول اور ہادیان دین مبین کے احکام کی مخالفت کرنا ان ذوات مقدسہ کی ناخوشی کا باعث اور موجب عذاب ہے جو ایک ضرر عظیم ہے۔ آیات

پیش کر چکا ہوں اور حدیثیں بعد میں عرض کرونگا کہ ان ذواتِ مقدسہ نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے اور مونڈنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ لہذا داڑھی کا نہ رکھنا، مونڈ ڈالنا حکم خدا اور رسول و ہادیانِ دین مبین کی مخالفت اور ناراضی کا باعث اور موجب عذاب ہے۔ جو ایک ضرر عظیم ہے جسکا اپنے نفس سے دور کرنا واجب ہے لہذا داڑھی کا رکھنا عقلاً ضروری اور واجب ہے اور مونڈنا مذموم اور حرام۔ یہ تو ضرر اُخروی تھا اب اگر دنیاوی ضرر اور فائدے کو آپ معلوم کرنا چاہیں تو ڈاکٹروں اور حکیموں کے اقوال پر نظر فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ داڑھی کے رکھنے میں کیا کیا فائدے ہیں اور اسکے مونڈنے میں کیا کیا نقصانات اور ضرر پائے جاتے ہیں۔ میں اسوقت اپنے موضوع کے اثبات کے اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے دو ایک قول پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہوں:

داڑھی رکھنے کا طبی فائدہ علامہ شہرستانی نے اپنی کتاب الدلائل والمسائل میں ڈاکٹر فینکنوز جورج کے قول کو تاریخ امریکہ صفحہ ۱۶۰ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ ان اللحیۃ لھا نفع عظیم فانھا تحفظ الفم وتمنع عنہ الرطوبۃ وتنقی الاسنان والغدد اللعابیۃ الخ بیشک داڑھی کے لئے عظیم فائدے ہیں کیونکہ داڑھی منہ کی حفاظت کرتی ہے اور اس سے رطوبت کو دور کرتی ہے۔ دانتوں اور لعابی غدودوں کو صاف کرتی ہے۔ الخ

شیخ الرئیس بوعلی سینا کتاب القانون میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "ان الفائدۃ فی تخصیص اللحیۃ بالرجال دون النساء ھو ایجاد الزینۃ والھیبۃ والوقار التی یحتاج الیھا الرجال دون النساء" الخ

مردوں سے داڑھی کے مخصوص کرنے کا فائدہ ایجاد زینت اور ہیبت و وقار ہے کہ جن کا صرف مرد محتاج ہوتا ہے نہ کہ عورتیں۔

یہ تو تھے دنیاوی فائدے۔ اب رہ گیا ضرر تو اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ اطبا اس بات پر متفق ہیں کہ داڑھی کے مونڈنے سے منہ اور جبڑے وغیرہ میں بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ڈاڑھ کا درد کرنا یا غدود کا متورم ہو جانا وغیرہ۔ اس سلسلے میں کسی طبیب کے قول کے نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ مشاہدات و تجربات خود شاہد ہیں اور اسکے علاوہ فائدے کے اثبات میں جو دو قول پیش کر چکا ہوں انکو اگر دوسرے رخ سے دیکھا جائے تو وہی ثبوت ضرر کیلئے بھی کافی ہیں اسلئے کہ داڑھی کے رکھنے سے فلاں فلاں فائدہ کے حاصل ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نہ رکھنے کی صورت میں وہ فائدے حاصل نہ ہونگے جو خود ضرر ہے لہذا کسی دوسرے قول کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اس شبہ کو دور کرتا چلوں کہ داڑھی کے مونڈنے میں اگر واقعاً ضرر ہے تو پھر اکثر اطبا اس فعل کے کیوں مرتکب ہوتے ہیں یعنی وہ داڑھی کیوں مونڈتے ہیں؟

تو میں عرض کرونگا کہ اطبا کا داڑھی مونڈنا اسکے ضرر کو دور نہیں کر سکتا ورنہ آپ یہ بتائیں کہ دود کشی یعنی سگریٹ اور تمباکو نوشی کو کون طبیب اور ڈاکٹر مضر نہیں کہتا۔ چنانچہ اکثر رسالے اور اخباروں میں اسکا اعلان ہوتا رہتا ہے مگر سوا چند کے بقیہ سب کے سب اس علت کے شکار ہیں تو کیا انکے سگریٹ یا تمباکو کے استعمال کرنے سے دود کشی کے نقصانات ختم ہو جاتے ہیں۔ و اسی طرح اگر اکثر اطبا

داڑھی مونڈتے ہیں تو اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ داڑھی کے مونڈنے کا ضرر دور ہو جائے اس سے زیادہ اس موضوع کو طول دینے کی ضرورت نہیں ہے اب دوسری دلیل عقل کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے

(۲) خالق کائنات نے اپنی کسی دوسری مخلوق کی خلقت پر نازنہ کیا مگر انسان کو پیدا کر نیکے بعد اس نے اپنے کو احسن الخالقین فرمایا اسلئے کہ تمام مخلوق میں صرف انسان ہی ہر ایک سے کامل اور اشرف و ممتاز ہے یعنی اسکے یہاں از جہت خلقت کسی قسم کا عیب نہیں پایا جاتا لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں کسی قسم کا تغیر دینا اسے ناقص بنانا ہے جو عقل کے نزدیک صرف غیر مستحسن ہی نہیں بلکہ قبیح ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خداوند عالم کی پیدا کی ہوئی داڑھی کو مونڈنا عقل کے نزدیک غیر مستحسن ہی نہیں بلکہ قبیح ہے۔

(۳) یہ بات عقل کے نزدیک مسلم ہے کہ کسی بلندی کو پست چیز کے مشابہ کرنا مذموم ہے۔ مثلاً کسی انسان کو یہ کہنا کہ حیوان ہے یا پتھر اسلئے کہ انسان ان تمام چیزوں سے اشرف اور ممتاز ہے پس چونکہ قدرت نے مرد کو عورتوں پر فوقیت دی ہے اور مرد کو عورتوں کا حاکم قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ الرجال قوامون علی النساء اسلئے مرد کا داڑھی مونڈ کر عورتوں کے مشابہ بننا اپنی مردانگی کی علامت کو کھو کر مفضول اور پست کے مشابہ بننا ہے جو عقلاً مذموم ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ عقلاً داڑھی کا مونڈنا مذموم ہے۔ اور فطرت چونکہ مطابق عقل ہوا کرتی ہے لہذا یہی وجہ ہے کہ مرد کی فطرت بھی یہ گوارا نہیں کرتی ہے کہ اسکو عورت کا خطاب دیا جائے اور جس طرح کسی انسان کو گدھا وغیرہ کہدیا

جائے تو وہ برا مانتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی مرد کو عورت کہکر پکارا جائے تو وہ بگڑ جاتا ہی۔
اب یہ بات قابل غور ہے کہ یہ کیا بیوقوفی ہے کہ اگر کسی مرد کو صرف ایک بار زبان سے عورت کہدیا جائے تو خفا ہو جاتا ہے لیکن کہنا تو درکنار وہ خود عملاً عورتوں کے مشابہ بننا خوشی سے گوارا کرلیتا ہی حالانکہ زبان سے کہنا تو دو ایک منٹ کی بات ہوتی ہی مگر عملاً (داڑھی مونڈکر) عورتوں کے مشابہ بننا تو چند دنوں کے لئے ہوا کرتا ہے۔ شاید اس کا سبب یہ ہو کر جس طرح بعض لوگ بیحیا ہوتے ہیں۔ اور حیا نہ ہونے کی وجہ سے انھیں اگر سو مرتبہ عورت کہا جائے تو احساس نہیں ہوتا اور برا نہیں معلوم ہوتا اسی طرح ان سے بھی احساس کا مادہ اس طرح سے مفقود ہو گیا ہی کہ ہمیشہ عورتوں کے مشابہ بنے رہتے ہیں مگر انھیں محسوس بھی نہیں ہوتا۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ جس طرح عورت کے مشابہ بننا عقلاً مذموم و قبیح ہے اسی طرح سے بچوں سے مشابہت پیدا کرنا بھی ہر بالغ و عاقل کیلئے مذموم و قبیح ہے یہی وجہ ہے کہ جس طرح سے کسی مرد کو عورت کہدیا جائے تو خفا ہو جاتا ہے اسی طرح اگر اُسے بچہ کہدیا جائے تو گوارا نہیں کرتا۔ اور داڑھی مونڈنے کے بعد انسان ایک خنثی دونوں صنف کے مشابہ ہوا کرتا ہے۔ غرض نتیجہ یہ نکلا کہ داڑھی کا مونڈنا عقلاً وجہ مذکور کی بنا پر مذموم اور قبیح ہے۔ میرے خیال میں داڑھی کے مونڈنے کے قبیح و مذموم ہونے کے لئے اس سے زیادہ عقلی ثبوت پیش کرنیکی ضرورت نہیں ہی۔

بشیر " یہ سوال بھی حل ہو گیا۔ اچھا اب آپ ان حدیثوں کو بھی بیان کریں کہ جن سے داڑھی کے رکھنے کے وجوب اور مونڈنے کی حرمت کا پتہ چلتا ہی۔"

نذیر " ایک دو نہیں بلکہ بے شمار ایسی حدیثیں موجود ہیں۔ میں ان سے

چند حدیثوں کو بیان کرتا ہوں ملاحظہ ہوں۔

(۱) اس معتبر حدیث کو شہید اول علیہ الرحمہ نے کتاب الجعفریات میں امام ششم علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلق اللحیۃ من المثلہ ومن مثل فعلیہ لعنۃ اللہ داڑھی کا مونڈنا مثلہ کی قسم سے ہے اور جو شخص مثلہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے (مثلہ کان وغیرہ کاٹ کر عیب پیدا کرنے کو کہتے ہیں)۔

صاحب مستدرک نے بھی اس حدیث کو بعینہ امیر المومنین علیہ السلام سے بھی نقل فرمایا ہے (سفینۃ البحار جلد دوم صٓ۵۰۲)

حدیث مذکور بین الفریقین مسلم اور بحد تواتر تک پہونچی ہوئی ہے۔ اس میں داڑھی کے مونڈنے والے پر خدا کی لعنت بھیجی گئی ہے لہذا داڑھی کا مونڈنا قطعاً حرام ہے۔

(۲) شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے من لا یحضرہ الفقیہ میں رسول خدا سے روایت کی ہے کہ ان المجوس جزوا لحاھم ووفروا شواربھم وانا نحن نجز الشوارب ونعفی اللحی۔ بیشک مجوس نے اپنی داڑھی کو مونڈایا اور مونچھوں کو بڑھایا اور ہم مونچھوں کو کاٹتے ہیں اور داڑھی کو رکھتے ہیں۔

بحار کی سولھویں جلد میں بھی یہی حدیث آخر میں لفظ وھی الفطرۃ کے اضافہ کے ساتھ موجود ہے۔ یعنی یہی دین فطرت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ داڑھی کا مونڈنا اور مونچھوں کا بڑھانا دشمنوں کا شغل ہے اور مونچھوں کا کترنا اور داڑھی کا رکھنا رسول اور اہل اسلام کا شیوہ ہے۔ لہذا پتہ چلتا ہے کہ داڑھی

کا مونڈنا حرام ہے اور رکھنا واجب ہے۔

(۳) اصول کافی میں صحیح اسناد کے ساتھ حبابہ والبیہ سے جناب کلینیؒ نے روایت فرمائی ہے کہ رأیت امیر المومنین علیہ السلام فی شرطۃ الخمیس ومعہ درۃ لہا سبابتان یضرب بہا بیاعی الجری والمارماهی والزمار ویقول لھم یا بیاعی مسوخ بنی اسرائیل وجند بنی مروان قالت فقام الیہ رجل یقال لہ فرات بن الاحنف فقال یا امیر المومنینؑ وما جند بنی مروان؟ فقال علیہ السلام اقوام حلقوا اللحی وفتلوا الشوارب فمسخوا۔ حبابہ والبیہ کا بیان ہے کہ میں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو فوجی پولیس میں دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک دُرّہ ہے جسکے دوہرے رخ ہیں اور اس سے حرام مچھلیوں کے بیچنے والوں کو مار رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے بنی اسرائیل اور جند بنی مروان کے مسوخات کے بیچنے والو! پس ایک شخص فرات بن احنف کھڑا ہو گیا اور پوچھا کہ اے امیر المومنین جند بنی مروان کیا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ وہ گروہ کہ جو داڑھی کو مونڈتے اور مونچھوں کو بٹتے تھے پس مسخ ہو گئے۔

حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہے کہ داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اسلئے کہ انسان اس وقت تک مسخ نہیں ہوتا جبتک کہ کسی سخت حرام کام کا مرتکب نہ ہو ورنہ دوسرے جائز اور مباح کام کے کرنے پر سزا نہیں دیجاتی تقریباً انہیں لفظوں کے ساتھ یہ حدیث بحار میں بھی موجود ہے۔

(۴) من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب صدوق علیہ الرحمہ نے یہ معتبر حدیث

تحریر فرمائی ہے کہ رسول اسلام کا ارشاد ہے کہ حفوا الشارب واعفو اللحیٰ ولاتشبھوا الیھود۔ مونچھوں کو کترو اور داڑھی کو رکھو اور یہود کے مشابہ نہ بنو۔ حدیث مذکور متواتر اور مسلم ہے اور اس حدیث سے صاف طور پر داڑھی کے رکھنے اور مونچھوں کے کترنے کا حکم ثابت ہے۔

(۵) اسی حدیث سے ملتی جلتی ایک حدیث بحار میں مذکور ہے کہ رسول اسلام کا ارشاد ہے کہ حفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ ولاتشبھوا بالمجوس مونچھیں کترو اور داڑھی رکھو اور مجوس کے مشابہ نہ بنو۔ اس حدیث میں بھی داڑھی کے رکھنے کا صریحی حکم موجود ہے۔

(۶) متعدد اسناد کے ساتھ محدث شہیر جناب حر عاملیؒ نے اپنی کتاب وسائل الشیعہ میں یہ حدیث صحیح امام رضا علیہ السلام سے اور حضرت نے امام ہفتم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام سے سوال کیا عن الرجل ھل یصلح ان یاخذ من لحیتہ یعنی "مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی داڑھی میں سے کچھ کاٹے؟" تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اما من عارضیہ فلا باس واما من مقدمھا فلا یاخذ۔ "اپنی داڑھی کے دونوں رخساروں کے بال کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر داڑھی کے سامنے کا بال نہ کاٹنا چاہیے۔" یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نہ تو اتنا آزاد کردے کہ داڑھی پورے چہرے کو گھیر لے اور وحشی بن جائے اور نہ داڑھی کو بالکل صاف ہی کر دے۔

بشیر: "اس حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ داڑھی کے سامنے کا

حصہ تو بالکل کاٹنا ہی نہ چاہیئے خواہ کتنا ہی کیوں نہ بڑھ جائے۔ یعنی ناف تک ہی کیوں نہ آجائے۔؟"

نذیر "ہمارا مقصد اس حدیث کو پیش کرنے کا صرف یہ ہے کہ داڑھی کے مونڈنے کی ممانعت اس حدیث میں بھی موجود ہے۔ رہ گیا داڑھی کے بالکل نہ کاٹنے کا سوال تو اگرچہ یہ حدیث مطلق نہ کاٹنے کا حکم دے رہی ہے، مگر اس کے خلاف دوسری حدیثیں موجود ہیں جن میں داڑھی کی اصلاح کا حکم موجود ہے اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ مازاد من قبضتہ فھوفی النار۔ ایک مٹھی سے زیادہ لانبی داڑھی جہنم میں ہوگی (جس کا ذکر آگے آئے گا) لہٰذا وہ حدیثیں اس حدیث کو مقید بنا دیں گی اور جواز اصلاح کے لیئے بقیہ احادیث کافی ہیں۔"

بشیر "بہت خوب آگے بڑھیئے۔"

نذیر "یہ حدیث محدث نوری نے کتاب مستدرکات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے نقل فرمائی ہے کہ :-

(۷) عشر خصال عملها قوم لوط بها هلكوا الى ان قال وقص اللحية وطول الشارب الخ قوم لوط میں دس چیزیں ایسی تھیں کہ جن کے کرنے سے ہلاک ہوگئی۔ یہانتک کہ فرمایا داڑھی کا باریک کرنا اور مونچھوں کا لمبا کرنا الخ (یہ حدیث سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۵۰۰ میں بھی موجود ہے) اس حدیث میں لفظ قص موجود ہے جسکے معنی کترنے یعنی باریک کرنے کے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شرعی حد سے زیادہ داڑھی کا کترنا اور باریک

کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اسلئے کہ لفظ قص کے معنی مونڈنے کے نہیں ہیں لہذا لوگوں کا یہ عذر کرنا کہ ہم نے استرا نہیں چلوایا ہے یا منڈوایا نہیں ہے صرف مشین سے باریک کرا دیا ہے درست نہیں ہے۔ اور اس حدیث سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ داڑھی کا باریک کرنا (یا مونڈنا) باعث ہلاکت ہے اور ہلاکت کسی مباح اور جائز کام پر نہیں ہوتی بلکہ حرام کام کے لئے ہوا کرتی ہے۔ لہذا ماننا پڑیگا کہ داڑھی کا باریک کرنا یا مونڈنا حرام ہے۔

(۸) کتاب جامع صغیر میں جابر ابن عبد اللہ انصاری سے مذکور ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے کہ لیس منا من سلق ومن حلق ومن خرق۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو تند روئی سے پیش آئے یا جو داڑھی مونڈے یا جو لوگوں کے پردے کو چاک کرے۔

حضرت ہی سے اسی طرح کی ایک حدیث کتاب غوالی میں شیخ ابی جمہور نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لیس منا من سلق ولا حرق ولا حلق والسالق الوکیع الکثیر الکلام فی عیوب الناس مع قلعه الحیا والحرق تبذیر المال وصرفه فی ما لا یصح والحلق حلق اللحیة ومعنی انه لیس منا انه خارج من الملة الاسلامیه والفطرة الدینیه۔ یعنی وہ مجھ سے نہیں ہے کہ جو لوگوں کی عیب جوئی کرے اور نہ وہ مجھ سے ہے کہ جو بے جا مال کو صرف کرے اور نہ وہ مجھ سے ہے کہ جو داڑھی مونڈے سالق وکیع کو کہتے ہیں یعنی جو حیا کو الگ کرکے لوگوں کے عیوب کو کثرت سے بیان کرے اور حرق اسراف کو کہتے ہیں۔ یعنی مال کو ایسی جگہ صرف کرنا کہ جہاں

درست نہ ہو اور حلق سے داڑھی کا مونڈنا مراد ہے اور لیس منا (مجھ سے نہیں ہے) کا مقصد یہ ہے کہ ایسا شخص ملت اسلامیہ اور دین فطرت سے خارج ہے

بشیر "پناہ بخدا - اکثر لوگ ان چیزوں میں مبتلا ہیں خداوند عالم ان کی ہدایت کرے اور مجھے بخشش دے - اور عمل خیر کی توفیق مرحمت فرمائے"۔

نذیر "آمین ثم آمین بھائی بشیر ایک حدیث داڑھی مونڈنے کی ممانعت میں میری نظر سے ایسی گذری ہے کہ میرا جسم لرز گیا اور مجھے یقین ہے کہ مرحساس کانپ اٹھے گا شاید اس حدیث کو میں نظر انداز کر دیتا اور آپ سے بیان نہ کرتا مگر ایک عالم جلیل نے اس حدیث کی صحت کی تصدیق فرماتے ہوئے جو وجہ بیان فرمائی ہے اسکے دیکھنے کے بعد مجھے بھی ہمت ہوئی کہ بیان کر دں ممکن ہو کسی غیرت والے کیلئے یہی حدیث کافی ہو اور سبب ہدایت بن جائے۔ پہلے حدیث بیان کرتا ہوں اسکے بعد اسکی تفصیل عرض کرونگا۔

(۹) علامہ نہاوندی نے کتاب گلستان مرہاستان میں جلد اول ص۱۳۶ پر ایک حدیث محمد شاہ قاضی کے حوالے سے تحریر فرمائی ہے کہ رسول اسلام کا ارشاد ہے کہ من حلق لحیتہ فکانما زنی بامہ سبعین مرۃ " جس شخص نے داڑھی مونڈی گویا اس نے اپنی ماں سے ستر بار زنا کیا۔

بشیر " یہ سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ داڑھی کا مونڈنا ماں کے ساتھ وہ بھی ستر بار زنا کرنے کے برابر کیونکر ہو سکتا ہے واقعاً حدیث بہت سخت ہے جس کو بہت جلدی کوئی بھی مشکل سے قبول کریگا"

نذیر آپ کا یہ ارشاد گرامی درست ہے مگر علامہ ابو الفضل ابن محمد حسین

خراسانی صاحب کتاب کشف المحال نے اس حدیث کے متعلق جو تفصیل بیان فرمائی ہے اسکے پڑھنے کے بعد ہر شخص اس حدیث کو بآسانی قبول کرلے گا۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ:- لاریب فیہ وتحقیق ذالک أن المعاصی والمحرمات مختلفۃ فتارۃ منشأ اتیانہا اشتداد القوۃ الشہویۃ او اشتعال قوۃ الغضبیۃ بحیث لایقدر علی ترکہا الا اوحد من الناس وہم ایضا یتمسکون بحفظ اللہ وتوفیقہ ولایطمانون من انفسہم ومن مصائد الشیطان ومکائدہ ویشہد علی ذالک ما یقول الصدیق "وما ابرء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا مارحم ربی" کا لسرقۃ فی المخمصۃ واکل مال الغیر فی شدۃ الجوع وضرب المومن او شتمہ او غیبتہ عند ہیجان الغضب او الزنا واللواط والاستمناء للشاب الشبق الذی یہیجہ الشہوۃ علی وجہ لایری المحرم والاجنبی والام وغیرہ، وتارۃ اخری لایکون سبب المعصیۃ والمخالفۃ الاسوء الفطرۃ وخبث الباطن والسریرہ، وہذہ المعاصی لایکون بفعل المعصیۃ عاصیا فقط بل یمکن فی بعض الموارد ان تحکم بکفرہ والحادہ وعدم النجاۃ والخلاص لہ فی قیامۃ ویوم معادہ لانا لانجد لمعصیتہ موجبا نفسانیا ولاباعثا شہوانیا الا مجرد الجحادہ وصرف الطغیان والمشاقۃ وہذا عبد عتول متجری بخلاف الاول فانہ عبد ضعیف عاجز لایقدر ان یحفظ نفسہ تحت سیطرۃ الشہوۃ او الغضب ونفس الامارۃ، ومقر بذنوبہ ومعترف بعیوبہ ویقول بلسان المقال والحال فی مقام الاعتذار ما قالہ شاعر العجم ؎

بجرص از شربتے خوردم مگیر از من کہ بد کردم
بیاباں بود وتابستان وآب سرد واستسقاء

ولایبعد من کمال رحمته وکرمه قبول معذرته وعفوه۔ فحالق اللحیۃ و لاسیما مشائخهم لانتصور لمعصیتهم موجبا ولا سببا الا مجرد العصیان والطغیان وسابقۃ الشیطان ولیس بهذ العمل الشنیع والفعل القبیح لذۃ ونفع ولاجمال ولا دفع شهوۃ وغضب واظهار رجولیۃ ولا هیبۃ بین الناس ولا اجلال ولیس له عذر ولا جواب عند السوال فی یوم الحساب فحالق اللحیۃ جدیر بان قال رسول اللّٰہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فی حقہ انہ اعظم وزرا من سبعین زینۃ بالام واستحقاق النکال و العذاب وسوء المئاب والمناقشۃ فی الحساب وشدۃ العقاب یا من یزیل حلیۃ الرحمٰن عن ما خلقت، هل لک عذر عنده اذا الوحوش حشرت فی لحیۃ ان سئلت لما حلقت، فثبت ان کلام سید الانبیا سید الکلمات یلوح منه آثار الصدق وانه من البینات الظاهرات وناهیات للعظه والتنبیه مع قطع النظر عن جمیع ما اسمعناک ان کنت من اهل الا ستماع والاتعاظ هذه الروایۃ مع ما فصلناه وبیناه لک۔ فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر انا جعلنا جهنم للکافرین حصیرا۔

اس حدیث میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور اسکی تحقیق یہ ہے کہ معاصی اور محرمات یعنی گناہ اور حرام کام (کے اسباب ومحرکات) مختلف ہوتے ہیں پس کبھی ان کے کرنے کا سبب اور منشاء قوت شہویہ کی زیادتی اور قوت غضبیہ کا اشتعال ہوتا ہے اس طرح سے کہ سوائے چند لوگوں کے کوئی بھی انکے ترک پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ لوگ بھی شیطان کے مکروفریب سے بچنے کیلئے خدا کی

حفاظت اور اسکی توفیق سے متمسک رہتے ہیں اور اپنے نفس سے مطمئن نہیں ہوتے ہیں۔ چنانچہ جناب یوسف کا ارشاد ہمارے اس قول پر شاہد ہے "کہ میں اپنے نفس کو بری نہیں کر سکتا اسلئے کہ نفس برائی کی طرف زیادہ لیجاتا ہے سوائے ان لوگوں کے جن پر خدا رحم فرمائے" جیسے تنگ دستی کے وقت چوری کرنا سخت بھوک کے وقت دوسروں کا مال کھانا، غصّے کے عالم میں کسی مومن کو مارنا یا گالی دینا یا اسکی غیبت کرنا یا زنا یا لواطہ اور استمنا کرنا ایسے نوجوانوں کا کہ جن کو شہوت اس طرح ہیجان میں لاتی ہے کہ وہ نہ محرم کو دیکھتا ہے نہ اجنبی کو نہ مال وغیرہ میں فرق کرتا ہے۔

اور کبھی گناہ اور مخالفت کا سبب سوائے بری فطرت، خبث باطن اور خراب عادت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ وہ گناہ ہیں جن کے بجالانے سے ایسا نہیں ہے کہ صرف گنہگار ہی ہو بلکہ بعض موقعوں پر ممکن ہے کہ ہم اسکے کفر و الحاد اور اسکی نجات نہ ہوسکنے اور حشر کے دن اسکے چھٹکارا نہ پانے کا حکم لگادیں اسلئے کہ ہم اسکے ارتکاب گناہ کا سبب اس کے نفس کو یا شہوت کو نہیں سمجھتے ہیں سوائے اسکے کہ یہ صرف اسکا الحاد اور طغیان اور شیطان کی پیروی ہے اور یہ بندہ ہتوک اور متجری ہے (یعنی حکم خدا کی ہتک کرنے والا اور اس کے خلاف جسارت کرنیوالا ہے) بخلاف اول کے وہ یقیناً کمزور اور عاجز بندہ ہے اور شہوت یا غصہ اور نفس امارہ کے دام میں آجانے کے بعد اپنے نفس کو محفوظ رکھنے کی قدرت نہیں رکھ سکا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے اور اپنے عیوب کا معترف ہے اور بزبان حال سے مقام اعتذار میں گویا یہ کہہ رہا ہے:۔ ~~

سحر حس از شربتے خوردم نگیر از من کہ بد کردم
بیاباں بود و تابستان و آب سرد و استسقاء

اور خدا کے رحم و کرم سے بعید نہیں کہ وہ اسکے عذر کو قبول کرلے اور اُسے بخش دے لیکن داڑھی کے مونڈنے والے اور خصوصاً ان میں سے بوڑھے لوگ کہ ان کے اس گناہ کا سوائے عصیاں اور سرکشی کے اور شیطان کی پیروی کے کوئی باعث اور سبب نہیں سوچا جا سکتا کیونکہ اس فعل قبیح اور برے عمل میں نہ کوئی لذت ہے اور نہ منفعت، نہ کوئی حسن ہے اور نہ شہوت یا غضب سے آسودگی. نہ اس حرکت سے مردانگی کا اعلان ہوتا ہے نہ لوگوں کے درمیان کسی ہیبت و جلال کا اظہار ہے۔ ان کے پاس حساب و کتاب کے دن اور پرسش کے وقت نہ کوئی عذر ہوگا اور نہ کوئی جواب۔ لہٰذا داڑھی کا مونڈنے والا اس کا مستحق ہے جو رسول خدا نے اسکے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ یہ گناہ یقیناً ماں کے ساتھ ستر بار زنا کرنے سے زیادہ عظیم ہے (کیونکہ ماں کی طرف کوئی بدنصیب بر بنائے شہوت نہیں متوجہ ہوگا بلکہ بر بنائے خباثت۔ مترجم) لہٰذا وہ سختی اور عذاب اور برے سلوک کا اور حساب میں سختی اور عذاب میں شدت کا زیادہ حقدار ہے۔ پس اے وہ شخص جو خالق رحمان کو اس کی خلقت سے اتارتا ہے، آیا اس وقت جبکہ میدان حشر قائم ہوگا تو تیرے پاس خدا کے سامنے اس بات کا کیا جواب ہوگا جبکہ وہ سوال کریگا کہ داڑھی کیوں مونڈی ہے؟

معلوم ہوا کہ بے شک سید الانبیا کا کلام سید کلمات ہے اور اس سے صدق کے آثار روشن ہیں اور بے شک یہ کلام کھلی ہوئی دلیلوں میں سے

ہے اور موعظے کے لئے کافی ہے تا آخر۔"

کیوں میرے بھائی کیا علامہ ابو الفضل ابن محمد حسین خراسانی کے اس محکم بیان کے بعد بھی اس حدیث میں کسی شک کی گنجائش باقی ہے؟

بشیر "نہیں میرے عزیز اب کون شک کر سکتا ہے۔"

نذیر "کسی عرب کا ایک شعر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ دو چیزیں عجیب اور برف سے بھی زیادہ سرد ہیں۔ ایک وہ شیخ جو بچہ بنے دوسرے وہ بچہ جو بوڑھا بنے۔

بہر حال اب اپنے موضوع سے متعلق آپ کو ایک تاریخی واقعہ بھی سناتا ہوں جس کو علامہ مذکور نے اپنی کتاب "کشف الحال" میں ص ۹۹ پر تحریر فرمایا ہے۔ اور یہ دیگر کتب میں بھی مذکور ہے۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف ترجمے پر اکتفا کرتا ہوں غور سے سنیئے اور عبرت حاصل کیجئے کہ اہلبیت کے چاہنے والوں پر جہاں اور مظالم ڈھائے گئے وہاں ایک یہ ظلم بھی کیا گیا ہے کہ ان کی ڈاڑھی کے بال اکھاڑ ڈالے گئے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

(۱۰) کیا یہ سنا کہ عثمان بن حنیف بصرے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے عامل تھے۔ جس وقت طلحہ اور زبیر نے اس مظلوم کو گرفتار کر لیا تو انکے پاؤں توڑ دیے۔ آنکھوں کو صدمہ پہنچایا اور داڑھی کے بال اکھاڑ ڈالے خلاصہ یہ کہ ان پر بہت سے مصائب کے پہاڑ توڑے گئے۔ جس وقت وہ امیر المومنین کی خدمت میں آئے تو انھوں نے اپنی اور مصیبتوں کی شکایت نہ کی مگر اس کا شکوہ فرمایا کہ انکی داڑھی کے بال اکھاڑے گئے۔ چنانچہ عرض کیا

کہ اے امیر المومنین مجھے آپ نے حکومت بصرہ کے لئے جب بھیجا تھا تو اس حالت میں کہ داڑھی موجود تھی اور اب اس حال میں واپس آیا ہوں کہ مجھے بے داڑھی کا کر دیا گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تمھیں اجر ملا۔ اور تسلی دی۔

غزالی نے احیاء العلوم میں جب اس واقعہ کو نقل کیا تو لکھتے ہیں کہ اصحاب عثمان ابن حنیف نے کہا کہ اگر عثمان کی داڑھی کا خریدنا ہمارے لئے ممکن ہوتا تو ہم یقیناً بیس ہزار اشرفی میں خرید لیتے اور عثمان کو اس بری حالت میں باقی نہ رہنے دیتے۔

(میں کہتا ہوں) کہ اگر داڑھی کا مونڈنا اور بے داڑھی کا ہونا قبیح نہ ہوتا تو عثمان اس قدر پریشان کیوں ہوتے؟ درانحالیکہ انکی داڑھی کا اکھاڑا جانا خدا کی راہ میں ایک جہاد تھا۔ اور حضرت امیر المومنین بھی اس پر اجر کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ پس اگر داڑھی کا رکھنا شرعاً ضروری اور واجب نہ ہوتا تو حضرت اجر اور ثواب کا وعدہ کیوں فرماتے۔ اسکے علاوہ پاؤں کے ٹوٹنے یا آنکھ کے ضایع ہونے یا کسی دوسری مصیبت کے بارے میں عثمان کا شکایت نہ کرنا اور حضرت کا ان چیزوں کے بارے میں تسلی نہ دینا (بلکہ صرف داڑھی کے اکھاڑے جانے کی شکایت کرنا اور صرف اس پر حضرت کا تسلی دینا) اگرچہ وہ سب مصیبتیں اہم تھیں داڑھی کے رکھنے کی اہمیت کو خود واضح کر دیتا ہے۔ اسی لئے بے داڑھی کا ہونا اس زمانے میں اصحاب عثمان کے نزدیک اس قدر عار و ننگ تھا کہ بقول غزالی بیس ہزار اشرفی میں بھی وہ اسے خریدنے کے لئے تیار ہو سکتے تھے تاکہ اپنے سردار (عثمان) سے اس ننگ کو دور کر دیتے

شفراکی ہی نے یہ چیز بھی لکھی ہے کہ خداوند عالم کے کچھ ملائکہ ہیں کہ جب وہ قسم کھانا چاہتے ہیں تو انکی قسم اس طرح ہوتی ہے کہ والذی زین بنی آدم باللحی۔ قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے بنی آدم کو داڑھی سے زینت بخشی۔ بہر حال داڑھی سے متعلق ایک دوسرا تاریخی واقعہ سناتا ہوں جس کو علامہ نوری علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔

(۱۱) سنہ ۶ھ میں بادشاہ کسریٰ نے دو شخص (سفیر بنا کر) پیغمبر اسلام کی خدمت میں بھیجے وکانا اذا دخلا علی رسول اللہ قد حلقا لحاھما واعفا شواربھما فکرہ النظر الیھما وقال ویلکما من امرکما بھذا قالا امرنا بھذا ربنا یعنیان کسریٰ فقال ص لکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی۔ یعنی وہ دونوں رسول خداؐ کی خدمت میں وارد ہوئے تو دونوں داڑھی مونڈے ہوئے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ پس حضرتؐ نے ان دونوں کی طرف دیکھنا پسند نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تمھارے اس فعل پر وائے ہو۔ کس نے تم دونوں کو اس فعل کا حکم دیا ہے؟ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم کو ہمارے رب نے حکم دیا ہے یعنی کسریٰ نے۔ تو حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ مگر ہم کو ہمارے رب نے داڑھی کے رکھنے اور مونچھوں کے کترنے کا حکم دیا ہے۔" یہ حدیث بحار میں بھی موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کے رکھنے کا حکم خدا کی طرف سے ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کے حکم کا بجالانا واجب ہے اور اسکی مخالفت حرام ہے لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ داڑھی رکھنا واجب اور مونڈنا حرام ہے۔ اور دوسرے یہ کہ داڑھی کا مونڈنا

رسول اسلام کو کتنا ناپسند ہوا کہ غیر مسلم کو بھی اس حالت میں دیکھنا پسند نہ کیا تو پھر کسی مسلمان یا دوستدار کے اس فعل سے کیوں راضی ہو گئے؟ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دونوں آنے والے رسول اسلام کے مہمان تھے اور حضرت کی تعلیم یہ ہے کہ اکرموا الضیف ولو کان کافرا۔" مہمان کا فر ہی کیوں نہ ہو لیکن اسکا اکرام کرو۔" پس رسول اسلام کا اپنے مہمانوں کی طرف سے داڑھی منڈانے کی وجہ سے منہ پھیر لینا یہ بتاتا ہے کہ یہ فعل انتہا سے زیادہ قبیح ہے ورنہ رسول اسلام اپنے مہمانوں کا ضرور اکرام فرماتے اور بیزاری کا اظہار نہ فرماتے۔

اچھا اب دوسری حدیثیں سناتا ہوں۔ لیکن بھائی جہاں بھی تسلی نہ ہو اور کوئی شبہ رہے تو اسے بے حجاب ظاہر کر دیا کیجئے۔ میں سوال و جواب کو اس حد تک ضرور پسند کرتا ہوں کہ جس سے تسلی حاصل ہو سکے۔ بحار الانوار میں یہ حدیث مذکور ہے:۔

(۱۲) الشعر الحسن من کسوۃ اللہ فاکرموہ۔ داڑھی کا اچھا بال خدا کا خلعت ہے لہذا اس کا احترام کرو۔

(۱۳) سفینۃ البحار کی دوسری جلد میں ص۵۰۸ پر یہ حدیث موجود ہے کہ اخذ الشارب واعفا اللحیٰ من الحنیفیۃ لم تنسخ ولا تنسخ الی یوم القیامۃ۔ مونچھوں کا کترنا اور داڑھی کا بڑھانا ملت حنیفیہ ابراہیم سے ہے جو نہ منسوخ ہوئی ہے اور نہ قیامت تک منسوخ ہو گی۔

(۱۴) کتاب مذکور میں امام ششم علیہ السلام سے یہ حدیث بھی منقول ہے کہ

"طلوع الشعر فی الوجہ عزالرجل الذی یخرج بہ عن حد الصبا وشبہ النساء" چہرے پر داڑھی کا نمودار ہونا مرد کی وہ عزت ہے کہ جسکی بدولت وہ بچپن کی حد سے اور عورتوں کی مشابہت سے خارج ہوجاتا ہے۔

غرض اس موضوع پر حدیثیں تو بہت وارد ہوئی ہیں لیکن میرے خیال میں جتنی حدیثیں میں بیان کرچکا ہوں وہ کافی ہیں۔ لہذا ایک حدیث اور بیان کرتا ہوں جس سے داڑھی کے مونڈنے کی حرمت بہت زیادہ واضح ہے۔ وہ یہ کہ جس طرح کسی کا خون بہانا حرام ہے اور اسکی دیت ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے اسی طرح داڑھی کے مونڈنے سے بھی دیت واجب ہوتی ہے لہذا اس کا مونڈنا حرام ہے۔ چنانچہ مجتہد بلاوی حاجی عبداللہ نے اپنی کتاب توضیح المسائل کی دسویں فصل میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ والرضوان سے روایت کی ہے کہ امام ششم نے ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین نے اس شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس نے داڑھی مونڈ رکھی تھی اسکی پوری دیت ہے (یعنی سو اونٹ) اور پھر فرمایا کہ جبکہ منڈانے کے بعد داڑھی نکل آئے تو پھر ثلث دیت ہے (یعنی ۳۳ اونٹ) متن حدیث ملاحظہ ہو۔

(۱۵) روی عن عبد اللہ علیہ السلام قال قضی امیرالمومنین علیہ السلام فی اللحیۃ اذا حلقت فلم تنبت الدیۃ الکاملہ فاذا نبتت فثلث الدیۃ۔ یہ بات واضح رہے کہ دیت ہمیشہ حرام کام کے ارتکاب پہ واجب ہوتی ہے نہ کہ کسی مباح اور حلال کام پر۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ داڑھی کے مونڈنے پر جب دیت واجب ہوتی ہے تو داڑھی کا مونڈنا قطعاً حرام

ہے۔ یہ تو تھیں حدیثیں۔ اب اگر آپ چاہیں تو مذہب حقہ کے مشہور علماء کے فتاوی بھی بیان کردوں۔ تاکہ آپ اور زیادہ مطمئن ہوجائیں۔

بشیر " میں اچھی طرح مطمئن ہوگیا ہوں اور عہد کرلیا ہے کہ آیندہ کبھی بھی اس فعل حرام کا مرتکب نہ ہونگا۔ اور گزشتہ گناہوں کی خداوند کریم سے توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہوں۔ میں اس فعل کی اتنی اہمیت نہ جانتا تھا آپ علماء اعلام کے اقوال کو بھی بیان فرمادیں تاکہ ارادے میں پختگی حاصل ہو اور قلوب کی روشنی میں اضافہ ہوسکے۔"

نذیر " خداوند عالم آپکے ارادے کو استحکام عطا کرے اور توفیق کو برقرار رکھے۔ سنیئے سب سے پہلے تو میں آپ کو شہید اولؒ کا فرمان سناتا ہوں۔"

(۱) قال الشهيدؒ فى القواعد لا يجوز للخنثى حلق اللحية لاحتمال ان يكون رجلاً (سفينة البحار) یعنی شہید اول علیہ الرحمہ اپنی کتاب "القواعد" میں تحریر فرماتے ہیں کہ خنثیٰ کے لئے داڑھی کا مونڈنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ وہ مرد ہو۔ اسکے بعد صاحب سفینۃ محدث قمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ " وظاهر هذه العبارة تسليم الحرمة للرجل یعنی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مرد کے لئے (داڑھی کے مونڈنے کی) حرمت مسلم ہے۔

(۲) خود صاحب سفینہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیثیں بھی حرمت حلق لحیہ پر دلالت کرتی ہیں کہ جن میں منع کیا گیا ہے کہ اعدائے دین کے ہمشکل نہ ہو اور انکی روش پر مت چلو اور عورتوں سے مشابہت نہ پیدا کرو اور وہ روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ جس میں داڑھی کے بال مونڈنے سے دیت کو واجب کہا گیا ہے۔
(سفینۃ البحار ص۵۰۰)

غرض ہمارے جتنے علمائے دین ہیں (گذشتہ ہوں یا موجود) سب ہی داڑھی کے مونڈنے کو حرام جانتے ہیں اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ اگر سب کے اقوال جمع کئے جائیں تو خود ایک اچھی خاصی کتاب بن جائے گی۔ لہذا صرف ایک فرمان پیش کرتا ہوں اور اسکے بعد اس موضوع کو ختم کردوں گا۔

(۳) یہ فرمان ایسی ہستی کا ہے جو اپنے یہاں (ہندوستان) کے ایک مشہور عالم گذرے ہیں۔ جن کا زہد و تقویٰ وغیرہ بے مثل تھا یعنی جناب سید باقر صاحب قبلہ مرحوم مجتہد لکھنؤ۔ کتاب "بدایۃ الھدایہ" کے حاشیہ پر عربی میں تحریر فرماتے ہیں (بدایۃ الھدایہ عربی زبان میں فقہ کی ابتدائی کتاب ہے اسکی اصل عبارت یحرم حلق اللحیہ ہے یعنی داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔ اس پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں) جسکا ترجمہ یہ ہے کہ حلق لحیہ کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے کیونکہ بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ داڑھی رکھنا چاہیئے اور داڑھی کا رکھنا فطرت اسلام ہے اور یہ ملت حنیفیہ سے ہے جو قیامت تک منسوخ نہ ہوگی۔ اور وہ روایتیں بھی ہیں کہ جو داڑھی منڈ لینے کی نہی (ممانعت) کرتی ہیں اور مجوس کی مشابہت سے روکتی ہیں۔ بعض اصحاب نے امیر المومنین کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے جو ان مسخ شدہ لوگوں کے ذکر میں ہے کہ داڑھی منڈاتے تھے کیونکہ کسی قوم کا مسخ ہونا صرف حرام کے ارتکاب سے ہوتا ہے۔ بلکہ کتاب جعفریات سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے لوگوں پر خدا نے لعنت کی ہے لیکن تمام چیزوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم اوّلی وجوب لحیہ ہے اصلاً داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس وجوب کا لازمی نتیجہ حرمت ہے چاہے مونڈ کر ہو یا نوچکر ہو

یا نورہ وغیرہ لگاکر۔ (مطلب یہ ہے کہ وجوب اولی حکم ہے اور حرمت ثانوی حکم) جیسے اصل وجوب نماز ہے اس کا لازم حرمت ترک نماز ہے اور جیسے اصل حرمت شراب ہے اور اسکا لازم وجوب ترک شراب ہے۔ لہذا واجب یہ ہے کہ عرفاً اتنا کہا جاسکے کہ یہ مرد صاحب لحیہ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ارسال واجب ہے فی الجملہ بال جلد سے لٹکے ہوئے ہوں۔ کیونکہ حدیث میں اعفاء اور توفیر کی لفظ ہے اور اسکی (آخری) حد بقدر قبضہ ہے وما زاد ففی النار یعنی ایک قبضہ سے زیادہ والی داڑھی جہنم میں ہوگی۔"

یہ بھی جناب باقر العلوم طاب ثراہ کی فرمائش چونکہ مرحوم نے آخر میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ایک قبضہ سے یعنی ایک مٹھی سے بڑی داڑھی نہ ہونا چاہیئے۔ لہذا اس تائید میں بھی دو ایک حدیث سن لیجئے۔ ویسے ایک قبضے سے زیادہ داڑھی کے رکھنے کی مذمت میں بھی حدیثیں بہت ہیں۔

امام ششم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مر بالنبی طویل اللحیۃ فقال ماکان علی ھذا لو ھیئا من لحیتہ فبلغ ذالک الرجل فھیئا بلحیۃ بین اللحیتین ثم دخل علی النبیؐ فلما راٰہ قال ھکذا افعلوا۔ یعنی ایک شخص لمبی داڑھی والا نبیؐ کے پاس سے گذرا تو حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسکے لئے کوئی ہرج نہ تھا کہ یہ اپنی داڑھی کو چھوٹی کرتا۔ اس بات کو اس نے سن لیا اور اپنی داڑھی کو دونوں پہلوؤں سے چھوٹا کرایا۔ پھر حضرتؐ کے پاس آیا۔ جب حضرتؐ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اسی طرح تم لوگ بھی کیا کرو۔

اصول کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے معتبر اسناد کے ساتھ مذکور ہے

کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک قبضہ سے زیادہ والی داڑھی جہنم میں ہوگی۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے محمد ابن مسلم سے روایت کی ہے کہ رأیت اباجعفر قد خفت لحیتہ۔ یعنی میں نے ابو جعفر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ داڑھی کو کم کر رہے تھے۔

میرے خیال میں اب اس موضوع کو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں ہے البتہ آخر کلام میں مونچھوں کے متعلق بھی آپ کو دو ایک حدیث سنا دوں اسلئے کہ بعض لوگ مونچھوں کے بڑھانے کا بہت زیادہ شوق رکھتے ہیں۔

اگرچہ داڑھی سے متعلق احادیث میں مونچھوں کے متعلق بھی بیان ہو چکا ہے مگر خصوصیت کے ساتھ مونچھوں کے بڑھانے کی ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ صاحب علل الشرائعؒ نے مختلف اسناد سے امام ششم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے کہ لایطولن احدکم شاربہ ولاشعرابطیہ و عانتہ فان الشیطان یتخذھا مخبیا لیستتربھا۔ تم میں سے کوئی اپنی مونچھوں کو لمبا نہ کرے اور نہ اپنی بغل اور زیر ناف کے بالوں کو بڑھائے اس لئے کہ شیطان اس میں اپنا گھر بناتا ہی اور اسکے ذریعے سے اپنے کو چھپاتا ہے۔

کتاب مکارم الاخلاقؒ میں من لایحضرہ الفقیہ کے حوالے سے امام ششمؑ کا فرمان مذکور ہے کہ اخذ الشارب من الجمعۃ الی الجمعہ امان من الجذام ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مونچھوں کا چھوٹا کرنا جذام سے محفوظ رکھتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ موضوع کے ہر گوشے پر روشنی پڑ چکی ہوگی۔ پھر بھی اگر کوئی بات آپ معلوم کرنا چاہیں تو بسم اللہ ورنہ اب اجازت دیجئے انشو پھر ملیں گے۔

بشیر "بھائی خدا آپ کو زندہ اور سلامت رکھے آپ نے اس مسئلہ کو ہر طرح سے میرے لئے حل کر دیا ہے آپ کی زحمت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حقیقت امر یہ ہے کہ آج آپ نے مجھے گھٹا ٹوپ تاریکی سے نکالکر نہایت کی روشنی میں پہنچا کر عذاب الٰہی سے بچا لیا۔ خداوند عالم آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

نذیر "بہر ا شکریہ یہی ہے کہ آپ دوسرے بھائیوں کو بھی ان حقائق سے آگاہ کریں۔"

بشیر "ضرور، یہ تو اپنا مذہبی فریضہ ہے۔"

نذیر "بھائی اب کافی دیر ہو چکی ہے خدا حافظ

بشیر "خدا حافظ"۔

فتویٰ

از آیۃ اللہ العظمیٰ آقای آقا السید محسن حکیم طباطبائی مدظلہ العالی

حلق اللحیۃ من المعاصی وھو حرام

داڑھی کا مونڈنا معاصی میں سے ہے اور حرام ہے

یحرم علی الحلاق حلق لحیہ الغیر

موتراش (نائی) کیلئے کسی دوسرے کی داڑھی مونڈنا حرام ہے

لایجوز للحلاق اخذ الاجرۃ علی حلق اللحیۃ فان الاجرۃ حرام لا یجوز لہ التصرف فیھا

نائی کے لئے داڑھی کے مونڈنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ یقیناً یہ اجرت حرام ہے اور اس میں تصرف کرنا ناجائز ہے